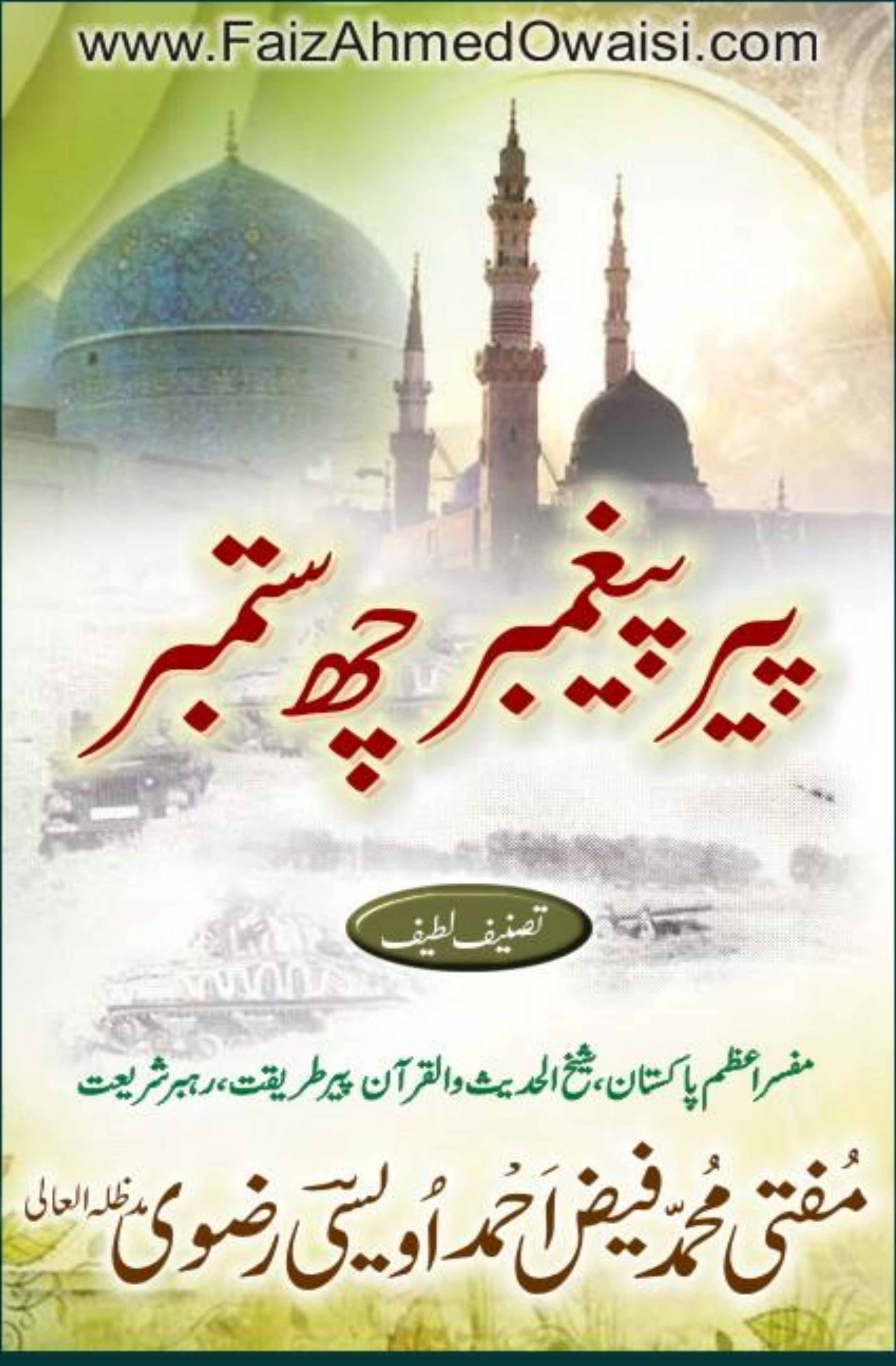


پیر پیغمبر چھ ستمبر

تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت

مُفتی مُحمّد فیض اَحمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ النَّبِیِّ الۡکَرِیۡم

چھ ستمبر 1965ء کی جنگ پاک وھند

امابعد! چھ ستمبر 1965ء کا نام لیکر ہی اَہلِ پاکستان فخر کرتے ہیں لیکن ساتھ میں یہ بھی اعتراف کرتے ہیں کہ فتح ہوئی تو نعرہ یا رسول اللہ سے اور پیرانِ کرام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد اور وسیلہ سے، مسلمانو! ستمبر 1965ء کے وہ سترہ (17) دن کسے یاد نہیں جنھیں اسلامیانِ پاکستان نے نصرتِ الٰہی و برکاتِ محمدی کے جلوؤں میں طلوع کیا۔

6 ستمبر کو ہمارے پڑوسی ملک بھارت نے اپنے طور پر انتہائی اعتماد سے خوب سوچ سمجھ کر بڑی طاقتوں (امریکہ وبرطانیہ واسلام دشمنان) کے مشورہ سے پانچ گناہ بڑی طاقت کیساتھ بغیر الٹی میٹم (Ultimatum) دیئے چُپ چاپ رات کے خوفناک لمحوں میں اپنے سے بہت چھوٹے ملک پاکستان پر حملہ کر دیا پھر مسلمان جلال میں آگیا، جلال میں آنا اور جذبہ ایمانی کرکے دکھانا مسلمانوں کی صدیوں پرانی عادت ہے وہ سالہاسال سے انسانی ارتقاء کی تاریخ میں ایسے کرشمے رقم کرتا چلا آرہا ہے۔

اس جنگ میں ہمارے فوجی جوانوں نے جان ہتھیلی پر رکھ کر معرکہ سر کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس جنگ میں حضور اکرم ﷺ اور اولیائے کرام (صاحبانِ مزارات) رحمہم اللہ علیہم کی نگاہ کرم اور غیبی مدد نے پاکستان کو فتح سے ہمکنار کیا جیسے صدیوں پہلے دقیانوسی اس عقیدہ نے عوام بلکہ شاہانِ وقت کو پریشان کر رکھا تھا کہ کیا مرنے کے بعد پھر اُٹھنا ہے یا نہیں؟ اَہلِ حق اپنے عقیدہ کی بات کرتے وَالۡبَعۡثِ بَعۡدَ الۡمَوۡتِ [1] یعنی "مرنے کے بعد پھر اُٹھنا حق ہے"۔ لیکن اَہلِ باطل اس عقیدہ کے سراسر خلاف تھے تو اللہ پاک نے اصحافِ کہف رحمہم اللہ کو صدیوں بعد غار سے زندہ کرکے اُن کے سامنے کھڑا کر دیا جس سے حق و باطل کا امتیاز ہوا جس کا واقعہ قرآن مجید کے پارہ نمبر 15، سورۃ کہف میں مفصل ہے یونہی بعینہٖ ایک عرصہ سے یہ عقیدہ اختلاف کی زد میں ہے کہ کیا محبوبانِ خدا ظاہری زندگی اور بعد الوصال اَہلِ دنیا کی مدد کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اَہلِ حق تو اسلاف صالحین رحمہم اللہ کے عقیدہ پر کہتے ہیں مدد کر سکتے ہیں اَہلِ باطل (وہابیہ مبتدعیہ فرقہ) نہ صرف اسے غلط سمجھتے ہیں بلکہ اسے شرک اور حرام کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ستمبر 1965ء کی جنگ میں حق و باطل کو ایسے عیاں فرمایا کہ اَہلِ حق اس واقعہ سے سربلند ہوگئے اور اَہلِ باطل سرنگوں (پست) ہوئے۔

باب اوّل

6 ستمبر کی صبح کو جب مشرقی سرحد پر دھماکہ خیز آوازوں نے پاکستانی مسلمان قوم کو چیلنج (Challenge) کیا تو غفلتوں اور گناہوں میں کھوئی ہوئی یہ قوم اچانک اپنے رب کی یاد میں مستغرق ہوگئی مسجد میں نمازی بڑھ گئے لوگ جوشِ جہاد میں دیوانے ہوگئے، صدرِ مملکت سے لیکر ایک عام آدمی عموماً ہر شخص کی زبان پر اللہ کا نام تھا اور دلوں سے یادِ خدا نکل رہی تھیں ان چند دنوں میں بارہ کروڑ مومن قوم نے اتحاد و اتفاق اور جذبہ ایمانی کا جو ثبوت دیا اس کی مثال تاریخ میں بہت کم ملتی ہے۔

---

[1] (مسند احمد، مسند المکیین، حدیث مولی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، 430/24، الحدیث 15662، مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ: الأولی، 1421ھ 2001م)

محبوبانِ خدا کی امدادیں

فقیر اپنے اس رسالہ میں فوج کے کارناموں سے ہٹ کر صرف اور صرف میدانِ جنگ کے وہ واقعات و مشاہدات عرض کرے گا جو دیکھنے والوں نے محبوبانِ خدا کی مدد کا آنکھوں سے مشاہدہ کیا بلا تمثیل یہاں وہی منظر سامنے تھا جو غزوہ بدر میں غیبی طور پر ملائکہ علیہ السلام نے کردار ادا کیا۔

واقعات و مشاہدات

ذیل میں چند نمونے عرض کئے جاتے ہیں جو فوجی دستوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بیان کئے اور وہ بلا کم و کاست (کمی) اخبارات کی زینت بنے۔

اللہ کا ہاتھ (دستِ قدرت)

میجر شفقت بلوچ بیان کرتے ہیں کہ ہم دشمن کے مقابلے میں آئے تو ہمیں محسوس ہوتا تھا کہ ہمارے سروں پر اللہ کا ہاتھ (دستِ قدرت) ہے ہم ایک گولی چلاتے تھے لیکن اس سے دس دشمن ہلاک ہوتے تھے اس سے ہمارے حوصلے بلند ہوگئے ہمارے عزائم میں نئی روح آگئی اور دشمن کو ملیامیٹ کرنا ہمارے لئے قطعی طور پر مشکل نہ رہا۔

فائدہ: الحمدللہ! یہ وہی کیفیت ہے جو غزوہ بدر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو پیش آئی۔

نعرہ تکبیر

8 ستمبر کو جب ہندوستانی مکاری سے چونڈہ (سیالکوٹ) کے قریب پہنچ گئے تو میجر محمد حسین ملک کی ڈیوٹی لگی کہ وہ ٹینکوں کی مدد سے دشمن پر جوابی حملہ کرکے اُسے پسپا کردے میجر ملک اور اُس کے بہادر ساتھی اشارہ پاتے ہی دشمن پر ٹوٹ پڑے اور اُسے پیچھے دھکیل دیا یہ معرکہ گرم تھا کہ اتفاق سے میجر ملک اور اُس کے ساتھی دشمن کے ٹینکوں میں گھر گئے میجر ملک نے پوری آواز سے نعرہ تکبیر بلند کیا ہندوستانی سپاہی نعرہ تکبیر سے گھبرا گئے اور اپنے مضبوط مورچوں اور ٹینکوں سے نکل کر بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنے ٹینک اور بے شمار لاشوں کے علاوہ اپنا آپریشن آرڈر میدانِ جنگ میں چھوڑ گئے جو بعد میں ہمارے فوجیوں کے بہت کام آیا۔

نعرہ رِسالت

روزنامہ جنگ راولپنڈی 12 اکتوبر 1965ء کی اشاعت میں رقم طراز ہے کہ پاکستانی افواج نے یا رسول اللہ اور یا علی کے نعرے لگاتے ہوئے بھارتی ٹڈی دل (بزدل) فوج کو بُری طرح شکست دی ہے اس معرکہ میں نبی آخر زمان ﷺ اور علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ مجاہدین کے سروں پر موجود تھے، 12 سو میل لمبے محاذ پر سبز کپڑوں والے مجاہد سفید لباس میں ایک بزرگ اور گھوڑے پر سوار ایک جری (بہادر سپاہی) دیکھئے گئے چونڈہ کے نزدیک ایک نورانی خاندان کو مجاہدین کی امداد کرتے ہوئے دیکھا گیا۔

سرگودھا کے ہوائی اڈے پر ایک بزرگ کو اپنی جھولی میں بم لیتے ہوئے دیکھا گیا، لاہور، ظفروال، چونڈہ اور سیالکوٹ میں اکثر غازیوں کو شاباشی دی گئی اور بعض مقامات پر یا رسول اللہ ﷺ اور یا علیؓ کے نعرے سُنے گئے۔ مختلف محاذوں سے اُن محیر العقول (عقل کو حیران کردینے والے) اور ایمان افروز کرشموں کی اطلاعات ملتی رہی ہیں، ان کرشموں اور محیر العقول واقعات کا اعتراف مسلمان جوانوں، مجاہدین، شہریوں کے علاوہ بھارت کے جنگی قیدیوں نے بھی کیا ہے۔

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ

ان محبوبانِ خدا کا میدانِ جنگ میں تشریف لانا حق تو ہے ہی اس کے دلائل فقیر اسی رسالہ کے آخر میں عرض کرے گا لیکن فوجیوں کا نعرہ رسالت اور نعرہ حیدری بھی کام کر گیا اور یہ بھی قرونِ اولی کی افواج کا نعرہ بلکہ شعار ہے فقیر نے اس کے دلائل "ندائے یارسول اللہ" "عقائدِ صحابہ" اور "نعرہ تکبیر بدعت ہے یا نعرہ رسالت؟" رسائل میں بیان کئے ہیں۔

پراسرار فوج

برگیڈیئر (Brigadier) عبد العلی ملک کا بیان ہے کہ چونڈہ کے محاذ کے قیدیوں نے انکشاف کیا کہ اُنہیں رات کو میدانِ جنگ میں اسلامی لشکر نظر آتا جو ہاتھوں میں برہنہ تلواریں لئے ہم پر ٹوٹ پڑتا تھا اور اُنکی تلواروں سے آگ کے شعلے برستے تھے اس حیرت انگیز اسلامی لشکر میں بعض سپاہی گھوڑوں پر سوار ہوتے اور بعض پیدل ہمیں سب سے زیادہ نقصان اس پُراسرار فوج نے پہنچایا، جس پر نہ ہمارے گولے اثر انداز ہوتے نہ ٹینک وغیرہ

نامعلوم ھتھیار

مولانا محمد افسر الحق جو علی گڑھ کے سند یافتہ ہیں جنگ کے دنوں دہلی میں تھے اُن کی ڈیوٹی (Duty) دورانِ جنگ زخمی فوجیوں کے جنرل کیمپ (General Camp) پر لگادی گئی تھی، اُنکا بیان ہے کہ دہلی ریلوے اسٹیشن پر ایک دن میں ڈیڑھ صد (150) سے زائد ریل گاڑیاں زخمیوں سے بھری ہوئی آئیں ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اکثر زخمیوں کے دونوں بازوؤں اور دونوں ٹانگوں یا ایک طرف کا بازو اور دوسری طرف کی ٹانگ کٹی ہوئی ہوتی تھیں جیسے تلوار سے کاٹی گئی ہوں جو فوجی زخمی ہوش میں آجاتے یا بچ جاتے وہ اپنے زخمی ہونے کے متعلق صرف اتنا بتاتے کہ پاکستان نے کوئی نامعلوم ہتھیار اس قسم کا ایجاد کیا ہے جس سے بازو اور ٹانگیں کٹ جاتی ہیں اور باقی جسم بچا رہتا ہے۔

ایک مجاھد سو قیدی

چھمب جوڑیاں محاذ پر ہمارے توپ خانہ کا ایک چھوٹا سا جہاز غلطی سے ایک بھارتی کمپنی کی پوزیشن (Position) میں اُتر گیا پائلٹ کو جونہی صورتحال کا احساس ہوا، اُس نے زوردار آواز میں بھارتیوں کو بتایا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ تم سب کو بتاؤں کہ تم ہمارے توپ خانہ کی زد میں ہوا گر جان بچانا ہے تو ہتھیار پھینک کر قیدی بن جاؤ، ورنہ پانچ منٹ کے اندر اندر تم سب کا صفایا کر دیا جائے گا، بھارتی کمپنی نے ہتھیار پھینک دئے اور ہمارا پائلٹ اکیلا اُن سب کو قید کر کے اپنی پوزیشن میں ہانک لایا۔

؎ رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

عینی شاھد

میں نے پاک فوج کے غازیوں کے جگمگاتے نورانی چہرے دیکھے ہیں میں نے دشمن کے آگ و آہن (فولاد) کے طوفان میں انہیں "اللہ اکبر اور یا علی" کے نعروں کے ساتھ چھلانگیں لگاتے دیکھا ہے موت کو اُنکے آگے آگے بھاگتے اور آسمان سے اُن پر پھولوں کی بارش برستے دیکھی ہے، وہ ماؤں کے لعل تھے، بہنوں کے ہیرے موتی، بیویوں کے سہاگ اور اپنے پیارے بچوں کے ابو اور سروں کے سائے لیکن اُس وقت وہ اللہ کے شیر تھے، میں نے دشمنوں کے جنگل میں اُن شیروں کی دل دہلا دینے والی دھاڑیں سنیں وہ اللہ کے سپاہی تھے جو اللہ کے دین کی عزت وغیرت اور حرمت پر شہید ہو رہے تھے میں نے دیکھا کہ بندہ مومن کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ کیسے بنتا ہے اور پھر اُس کی ضرب کارکشا غالب وکار آفریں کیسے ہوتی ہے اس روز میں نے اس عالمِ فانی کا سب سے بڑا کرشمہ دیکھا میں نے آگ کو گلزار میں بدلتے اور موت کو زندگانی کا روپ دھارتے دیکھا میں نے دیکھا قرآن پاک کے اوراق میں جب بندہ مومن کا خون گردش کرنے لگتا ہے تو دشت و جبل اُس کی للکار سے کس طرح تھرا تھرا کر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں وہ بڑی عجیب گھڑی تھی، تاریخ کے چودہ سو سال سمیٹ کر میدانِ بدر و کربلا میں

چمکتی تلواروں کے سایوں میں آ گئے تھے ایک جانب وہی جبر و استبداد(ہٹ دھرمی) کی یلغار تھی اور دوسری جانب وہی ایک خدا ایک رسول اور ایک قرآن کی عظمت کی للکار، ایک طرف شرارِ ابولہبی تھا اور دوسری طرف چراغِ مصطفوی کی ظلم واستبداد کے اندھیروں کو پھاڑ دینے والی ضیاپاشیاں، کفار کی عبرت انگیز ہلاکت تھی اور بندہ مومن کی ایمان افروز شہادت مشین گنوں اور رائفلوں پر جمے ہوئے ہاتھوں نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا تھا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والی تلوار اپنے چودہ سو سالہ نیام میں سے کوندے(بجلی) کی طرح لپک کر باہر نکل آئی تھی اور کفر والحاد(بیدینیت) کی گھٹاؤں کو پاش پاش کر رہی تھی۔ قرآن پاک کی تلاوت کی باجبروت(بزرگ) آوازیں تھیں اور اللہ اکبر، یارسول اللہ اور یا علی حیدر کے نعرے(بی آربی نہر ماخوذ تصرف)

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن — نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

الغرض جنگ ستمبر میں اللہ کریم کے بے انتہا کرم، رسول اللہ ﷺ کی بے انتہا شفقت، محبوبانِ خدا کی زبردست اعانت(مدد) اور مجاہدین کی بے لوث قربانیوں کے بیش بہا تذکروں سے اخبارات ورسائل اور کتابوں کے اوراق بھرے پڑے ہیں ہماری اس سچی تاریخ سے یہی سبق ملتا ہے کہ ہماری قوت اور کامیابی کا راز توکل علی اللہ، جہاد فی سبیل اللہ اور دامنِ مصطفوی سے وابستگی میں ہے۔(رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، رجب 1391ھ، صفحہ 9)

منکرِ امدادِ محبوبانِ خدا کے قلم سے

شورش کشمیری دیوبندی اپنے رسالہ چٹان لاہور میں لکھتا ہے کہ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ اس جنگ 1965ء میں تائیدِ ایزدی، سرکار دوعالم ﷺ کی پشت پناہی اور بزرگانِ دین کی دعائیں شامل حال نہ ہوتیں تو شاید پاکستان کو فتح مبین کی بجائے ناقابل رشک حالات سے دوچار ہونا پڑتا حق و باطل کی اس آویزش(لڑائی) میں اکثر بیشتر ایسی باتیں مشاہدے میں آتی ہیں جن پر بظاہر یقین نہیں آتا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا ہوا ہے، باور کیجئے کہ اسلام اور صرف اسلام ہی ایک دفعہ پھر پاکستان کے مسلمانوں کی حفاظت اور عظمت و سطوت(دبدبہ) کیلئے ناقابل تسخیر قلعہ بن گیا اور یہ جنگ بھی اسلام کی روحانی قوت کا کرشمہ ثابت ہوئی اور بے شمار مافوق الفطرت(فطرت کے خلاف) واقعات میں نہ تو مبالغہ آرائی کا کوئی دخل ہے اور نہ ہی فریبِ داستان کیلئے یہ قلمکاری کی گئی ہے۔

پراسرار بزرگ

ایک محاذ پر توپوں کے دہانے کھلے تھے بیسویں صدی کے بھارتی بھیڑیئے گولہ باری کر رہے تھے پاکستانی مجاہد جوابی کاروائی میں مصروف تھے ایک سفید ریش بزرگ سادہ دیہاتی لباس میں عین مورچہ پر تشریف لے آئے اور توپچی گولہ پھینکنے کیلئے نشاندہی کرنے لگے، آپ اُنگشتِ شہادت سے اشارہ کرتے کہ اس طرف گولہ پھینکا جائے چنانچہ اُن کے کہنے کے مطابق توپ کا زاویہ بدل دیا جاتا اور عجیب بات یہ ہے کہ گولہ ٹھیک ٹھیک نشانہ پر لگتا جس کی وجہ سے دشمن کی صفوں میں نہ صرف ابتری(انتشار) پھیل جاتی بلکہ اُن کے بھارتی ٹینک اور توپیں بھی برباد و ناکارہ ہو جاتیں اور آخر کار بھارتی ٹینک پسپائی پر مجبور ہو جاتے، ایک دن میجر کو خیال آیا کہ یہ درویش کون ہیں جو روزانہ محاذ پر رہنمائی کرتے ہیں دوسرے دن بزرگ موصوف کو خیمہ میں بلایا گیا، اردلی افسر کا اشارہ پاتے ہی کھڑا ہو گیا اور سفید ریش بزرگ سے استفسار کیا گیا۔ آپ کون ہیں اور کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ درویش نے کچھ جواب نہ دیا اور بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے پانی طلب کیا اردلی پانی لینے گیا تو میجر کرسی پر بیٹھنے کیلئے بڑھا جونہی توجہ دوسری طرف مبذول ہوئی تو میجر نے دیکھا کہ وہ کرسی خالی پڑی ہے جس پر بزرگ تشریف فرما تھے، میجر اور تمام لوگ حیران تھے کہ یہ کیا کرشمہ ہے؟ تلاش وبسیار کے بعد بھی وہ بزرگ پھر اس محاذ پر نظر نہ آئے۔

شیرِ خدا (رضی اللہ عنہ)

حکیم نیر واسطی لاہور جنگ کے دنوں وطن سے باہر تھے، عمرہ کرنے کے بعد جب زیارتِ روضہ اطہر کیلئے مدینہ منورہ پہنچے، فرماتے ہیں وہاں مولانا عبدالغفور (دیوبندی) نے ملاقات کے دوران فرمایا کہ ایک رات حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے خواب میں ملاقات ہوئی میں نے عرض کیا کیسے تشریف لے آئے تو فرمایا کہ پاکستان میں جنگ ہو رہی ہے اس لئے وہاں شرکت کیلئے گیا تھا۔

تبصرہ اویسی

اگرچہ اس واقعہ میں ہمارے مسلک کی بھرپور تائید ہے لیکن دیوبندی عمداً ایسی گپ شپ مارنے کے عادی مجرم ہیں کہ اپنی بڑائی کے اظہار کیلئے ایسے خواب خوب گھڑتے ہیں۔ اگر واقعی اپنے خواب میں سچے ہیں تو مان لیں کہ محبوبانِ خدا کو دنیا کے حالات سے آگاہی ہوتی ہے اور تصرف کرتے ہیں قبور سے باہر جہاں چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں اور اپنے مریدین کی مدد فرماتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن وہ تو ایسے عقائد کو شرک کہتے ہیں اس کے باوجود پھر کس منہ سے ایسے خواب سناتے ہیں دیوبندیوں کی اس قسم کی من گھڑت کہانیاں فقیر کے رسالہ ''بلی کے خواب میں چھیچھڑے'' میں پڑھئے۔

میاں شیر محمد شرقپور (رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ)

ایک عزیز دوست شرقپور سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ کے دنوں مجھے حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃاللہ علیہ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ گرد آلود تھے اور ہاتھ بھی قدرے میلے تھے، میں نے عرض کی آپ کو اس وقت کونسی مصروفیت ہے تو آپ نے فرمایا کہ پاکستان کے محاذ پر جنگ جاری ہے اور میں مجاہدین کی مدد کیلئے گیا تھا۔ (او کما قال)

گنج بخش (رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ)

ایک صاحب قصور کے رہنے والے ہر ہفتہ داتا گنج بخش رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر حاضری دیا کرتے ہیں۔ وہ ایک دن حضرت کے مزار پر حاضر ہوئے تو کوشش بسیار کے باوجود حسبِ سابق توجہ نہ مل سکی اس پس و پیش کے عالم میں اُنہوں نے کافی دیر تک یہاں قیام کیا۔ آخری رات چند لمحات کیلئے نیند آئی تو حضرت داتا گنج بخش رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں جہاد میں مصروف تھا، سرورِ دوجہاں ﷺ معہ صحابہ اور بزرگانِ دین پاکستان کی سرحدوں پر رونق افروز ہوئے اور پاکستان کی حفاظت کیلئے جہاد کا حکم فرمایا۔

سبز پوش

لاہور کی ایک جامع مسجد کے خطیب نے منبرِ رسول پر کھڑے ہو کر حلفیہ بیان کیا کہ بھارتی فوجیوں اور ہوا بازوں کو جب پاکستان کی بہادر فوجوں نے گرفتار کیا تو وہ حیران ہو کر پوچھتے تھے کہ پاکستان کے وہ سبز پوش مجاہد کہاں ہیں کہ ہم سخت سے سخت حملہ کرتے تھے لیکن وہ سبز پوش بڑے اطمینان سے ہمارے حملہ کو ناکارہ بنادیتے اور ہمیں پسپائی پر مجبور کردیتے اور انتہا یہ ہے کہ بھارتی ہوا باز پاکستان کے ایک معروف شہر پر تقریباً اڑھائی سو بم گراتے ہیں، لیکن اللہ کے فضل سے اس شہر کے ہوائی اڈے کا بال بھی بیکا نہیں ہوتا تو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کرشمہ نہیں تو اور کیا ہے؟

الغرض ایسے حالات و مشاہدات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لڑی گئی اور خالقِ کائنات کے محبوب ﷺ کے بے پایاں فیض سے فتح پذیر ہوئی ہے بلاشبہ ایسے خرق عادات [2] ہوا کرتے ہیں اور ان کی صداقت سے کسی طرح بھی انکار نہیں کیا جاسکتا

(ہفت روزہ چٹان لاہور 29 نومبر 1965)

---

[2]) عادت اور قانون قدرت کے خلاف کسی نبی یا ولی سے کسی بات کا ظاہر ہونا۔

مکتوبِ مدینہ

دیوبندی وہابی مکتبِ فکر کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب کے بھانجے مولوی محمد انعام اللہ دیوبندی نے مدینہ منورہ سے کراچی میں نور محمد صاحب کو لکھا کہ یہاں جس روز لاہور پر حملہ ہوا اُسی شب میں ایک دو حضرات نے خواب میں دیکھا کہ حرم شریف میں مجمع کثیر ہے اور روضۂ اقدس سے جناب حضرت محمد مصطفی ﷺ بہت عجلت میں تشریف فرما ہوئے اور ایک بہت خوبصورت تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر باب السلام تشریف لے گئے بعض حضرات نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اس قدر جلدی گھوڑے پر کہاں تشریف لے جارہے ہیں فرمایا پاکستان میں جہاد کیلئے اور ایک دم برق کی مانند بلکہ اس سے بھی کہیں تیز رفتاری میں روانہ ہو گئے پیچھے پیچھے مواجہ شریف سے پانچ حضرات اسی راستہ سے ایک موٹر میں سوار ہو کر ہوائی جہاز کی طرح پرواز کر گئے اور بھی بہت سے خواب اس اثناء میں اللہ تعالی کے نیک بندوں نے دیکھے ہیں، دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ثابت قدم رکھے اور بفضلِ جناب مصطفی ﷺ فتح اور عزت عطا فرمائے آمین۔(روزنامہ امروز لاہور 10 اکتوبر 1965ء)

تبصرہ اُویسی

اس خواب کا بھی وہی حال ہے جو اُوپر مذکور ہوا۔

اصحابِ بدر

مدینے سے ایک شام میں جب احرام باندھ کر مکہ معظمہ جانے لگا تو راستہ میں بدر کا میدان اور مغرب کا وقت آگیا تھا، ایک بدو امامت کر رہا تھا، نماز پڑھ کر وہ پوچھنے لگا کہ تم پاکستان سے آئے ہو، میں نے کہا ہاں پھر مجھ سے پوچھنے لگا کہ ارے ابھی تمہیں فتح نہیں ہوئی ہے میں نے کہا کہ ابھی پوری فتح نہیں ہوئی ہے، اس پر وہ جھڑک کر بولا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ غزوہ بدر کے سپاہی یہاں سے اُٹھ کر تمہاری مدد کیلئے پاکستان جائیں اور فتح نہ ہو۔

واپسی پر پاکستان آیا تو معلوم ہوا کہ اُن بزرگوں نے جو بشارتیں دی تھیں وہ حرف بحرف صحیح تھیں اور یہاں جو کچھ ہوا اُس میں بلاشبہ اللہ تعالیٰ، اُس کے رسول ﷺ اور بزرگانِ ملت بیضاء کی تائید غیبی کو بڑا دخل ہے(قومی دلیر، 8 نومبر 1965ء)

مزارِ حضرت بلال (رضی اللہ عنہ)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ایک مجاور نے کہا کہ جس دن رات کو پاکستان پر حملہ ہوا تو گنبد کے اندر سے حی علی الجہاد(جہاد کی طرف آؤ) کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ (قومی دلیر گوجرانوالہ 8 نومبر 1965ء نیر واسطی)

حضرت حسن، حسین و غوث اعظم (رضی اللہ عنہم)

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ہندوستان سے ہماری حالیہ(1965 کی جنگ کی) کامیابی کا اصل راز تائید ایزدی ہے بعض بھارتی قیدیوں نے ہمارے فوج کے شانہ بشانہ سبز پوش بزرگوں کو لڑتے دیکھا ہے یا کئی سفید پوش بزرگوں کو دشمن کے بم اُٹھا کر پانی میں پھینکتے دیکھا ہے ایک نہایت معتبر شخص نے بیان کیا کہ (5 ستمبر) کو ایک شخص ایبٹ آباد میں گھاس کاٹ رہا تھا کہ اُس نے دو جوانوں کو گھوڑوں پر سوار بڑی تیزی سے گزرتے دیکھا تھوڑی دیر بعد جب کہ وہ گھاس کاٹ چکا تھا اس نے ایک معمر(بزرگ) ہستی کو گھوڑے پر تیزی سے گزرتے دیکھا اُس نے اُن کو رکنے کا اشارہ کیا اور اُن سے درخواست کی کہ وہ گھاس کا گٹھڑا اُس کے سر پر رکھ دیں، اُنہوں نے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے اپنی چھڑی سے اشارہ کیا تو گٹھڑا اپنے آپ اُس کے سر پر رکھا گیا اُس کو ڈر معلوم ہوا لیکن اُس نے فوراً گٹھڑا پھینک کر گھوڑے کی رسی پکڑلی اور پوچھا آپ کون ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا میں علی ہوں سیالکوٹ میں ہندوستان حملہ کرنے والا ہے اور میں وہاں جارہا ہوں پھر

اُس نے پوچھا آپ سے پہلے دو نوجوان گزر گئے وہ کون تھے اُنہوں نے جواب دیا کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما تھے گھسیارے (گھاس کاٹنے والا) نے جس کسی سے یہ واقعہ بیان کیا اُس نے اس کا مذاق اڑایا اور ۷ ستمبر کو سیالکوٹ پر ہمارے عیار و نابکار دشمن نے حملہ کر دیا دو فوجیوں کا بیان ہے کہ اُنہیں بزرگوں پر اعتقاد نہیں تھا لیکن اُنہوں نے اپنی آنکھوں سے سیالکوٹ کے محاذ پر ایک بزرگ کو گھوڑے پر سوار ہو کر لڑتے دیکھا اور اُن کے صافے (سر پر باندنے کے رومال) پر لکھا تھا ''شیخ عبد القادر جیلانی'' اس قسم کے متعدد واقعات مشہور ہیں۔ (روزنامہ جنگ 24 اکتوبر 1965ء)

کراماتِ اولیاء اللّٰہ

ہفت روزہ الہام بہاولپور میں ہے کہ داتا کے شہر لاہور میں تباہی مچانے کیلئے بھارتی فوجوں نے کئی بار راوی کے پل پر بم برسائے لیکن کوئی بم نشانہ پر نہیں لگا۔ کہتے ہیں کہ جو بم پل کی طرف آتا تھا اُسے کوئی غیبی بزرگ اپنی جھولی میں لیکر دریا میں پھینک دیتے تھے۔

تقسیمِ اسلحہ

ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجاہدین میں اسلحہ تقسیم کر رہے تھے۔

(روزنامہ کوہستان لاہور 10 نومبر 1965ء بحوالہ نیر واسطی)

جنگی قیدیوں کا اعتراف

10 اکتوبر 1965ء (نمائندہ جنگ) پاکستانی افواج نے ''یارسول اللہ'' اور ''یا علی مدد'' کے نعرے لگاتے ہوئے بھارتی ٹڈی دل فوج کو بری طرح سے شکست دی ہے اس معرکہ میں نبی آخر زمان ﷺ اور علی شیر خدا رضی اللہ عنہ 12 سو میل لمبے محاذ پر سبز کپڑے والے مجاہد، سفید لباس میں ایک بزرگ اور گھوڑے پر سوار ایک جری (بہادر سپاہی) دیکھے گئے۔ چونڈہ کے نزدیک ایک نورانی خاندان کو مہاجرین کی امداد کرتے ہوئے مجاہدین کے ساتھ ''یارسول اللہ'' کے نعرے لگاتے ہوئے دیکھا گیا، سرگودھا کے ہوائی اڈہ پر ایک بزرگ اپنی جھولی میں بم لیتے ہوئے دیکھے گئے، لاہور، ظفروال، چونڈہ اور سیالکوٹ میں اکثر غازیوں کو شاباشی دی گئی اور بعض مقامات پر ''یارسول اللہ ﷺ'' اور ''یا علی مدد'' کے نعرے سنے گئے۔ سیالکوٹ شہر میں گولہ باری سے بیشتر (پہلے) ایک بزرگ شہر خالی کرنے کی ہدایت کرتے رہے اور باآواز بلند کلام پاک پڑھتے رہے مختلف محاذوں سے اِن محیر العقول اور ایمان افروز معجزات و کرامات کا اعتراف مسلمان جوانوں، مجاہدین، شہریوں کے علاوہ بھارت کے جنگی قیدیوں نے بھی کیا ہے۔ (روزنامہ جنگ کراچی، 12 اکتوبر 1965ء)

رام چرن کی ہلاکت

راولپنڈی 24 اگست مظفر آباد سے اطلاع ملی ہے کہ کل رات بھارتی فوج نے چناری سے آگے بڑھنے کی کوشش کی اور مجاہدین نے اُس کوشش کو ناکام بنادیا، بتایا گیا ہے کہ مجاہدین ''یا علی کا نعرہ'' لگا کر آگے بڑھے تو ایک بھارتی سپاہی رام چرن دہشت سے وہیں گر کر ہلاک ہو گیا۔

(روزنامہ نوائے وقت، 25 اگست 1965ء)

چھ سو ٹینک

چھ سو ٹینکوں کے بھارتی حملے کو روکنے والے پاکستانی اسکاڈ (Squad) کا بیان ہے بھارت کی بہترین فوج ہمارے مقابلے میں تھی ہمارے دو اسکاڈ (Squad) واپس ہو چکے تھے اور صرف ایک اسکاڈ (Squad) موجود تھا ہم اپنی قلت کے باوجود اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے مقابلہ میں ڈٹ گئے پھر ہم نے دیکھا کہ ہماری جانب سے بغیر ہمارے اذن (ارادے) کے فائرنگ ہو رہی ہے۔ چھان بین کی تو اپنی جانب سے ایک سفید لباس پہنے ہوئے بزرگ کو جنگ میں

مصروف پایا، ہم کچھ پیچھے ہٹے مگر اُس بزرگ نے اپنی جگہ نہ چھوڑی حتیٰ کہ بھارتی پسپا ہوئے اور اُدھر ہمیں کُمک (فوجی مدد) پہنچ گئی شدید جدوجہد اور اصرار کے بعد صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ میں علی رضی اللہ عنہ ہوں اور حکمِ رسول اللہ ﷺ سے تمہاری مدد کرنے آیا ہوں تم حق پر ہو۔

(ماہنامہ خاتون پاکستان، جنوری 1966ء)

چونڈہ سیالکوٹ

چونڈہ سیالکوٹ کے محاذ پر بھارت کا سب سے زیادہ زور تھا لیکن اسی محاذ پر پاکستانی افواج نے فرسٹ انڈین آرمرڈ ڈویژن (First Indian Armoured Division) کو مکمل طور پر تباہ کر کے بھارت کا غرور ہمیشہ کیلئے خاک میں ملا دیا۔ اسی معرکے میں دشمن کی 16 کیولری رجمنٹ (Cavalry Regiment) کا مکمل صفایا کر دیا۔ (یہ جنرل چوہدری کی رجمنٹ تھی جو چونڈہ کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھانے کیلئے جھانسی سے لائی گئی تھی۔) چونڈہ کے محاذ پر ہیرو بریگیڈیئر عبدالعلیٰ ملک جن کو بھارت کے خلاف غیر معمولی جرأت کا مظاہرہ کرنے پر ہلالِ جرأت کا اعزاز ملا ہے اُن کا بیان ہے کہ ''اس محاذ کے بھارتی قیدیوں نے انکشاف کیا کہ اُنہیں رات کو میدانِ جنگ میں اسلامی لشکر نظر آتا جو ہاتھوں میں برہنہ تلواریں لئے ہم پر ٹوٹ پڑتا تھا اور اُن کی تلواروں سے آگ کے شعلے برستے تھے، اس حیرت انگیز اسلامی لشکر میں بعض سپاہی گھوڑوں پر سوار ہوتے اور بعض پیدل' ہمیں سب سے زیادہ نقصان اُسی پراسرار فوج نے پہنچایا جس پر نہ تو ہمارے گولے اثر انداز ہوتے تھے نہ ٹینک وغیرہ۔ (ماہنامہ خاتون پاکستان، جنوری 1966)

تونسہ شریف کے سجادہ نشین کے نام مکتوبِ مدینہ

مدینہ منورہ سے سجادہ نشین درگاہ تونسیٔ شریف حضرت خواجہ خان محمد صاحب کو ایک عقیدت مند نے خط لکھا کہ حرم پاک کے ایک غلام دستگیر نامی بزرگ نے خواب دیکھا کہ روضہ مبارک حضور اقدس ﷺ سے پانچ افراد جو فوجی لباس میں ملبوس تھے برآمد ہوئے اور باب السلام سے نکل کر اُونٹوں پر سوار ہو گئے اُن کے سر پر لاتعداد پرندے سایہ کئے ہوئے تھے میں نے جب پوچھا کہ کہاں جا رہے ہیں؟ تو اُن پانچوں فوجی لباس والے بزرگوں نے بتایا کہ پاکستان کی مدد کیلئے جا رہے ہیں۔

''یہ خط 17 ستمبر کو لکھا گیا تھا، جب پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ جاری تھی، خط میں جس بزرگ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ حرم نبی کے خادم ہیں اور قندھار کے رہنے والے ہیں اُنہوں نے ۱۲ ستمبر کی رات کو یہ خواب حرم شریف میں دیکھا تھا۔

(روزنامہ مشرق، 23 اکتوبر 1965ء بحوالہ پروفیسر نیر واسطی صاحب سیاح ممالک اسلامیہ)

جذبہ حب الوطنی اور قوتِ ایمانی ناقابل تسخیر ہتھیار ہیں۔

نوٹ

ممکن ہے ان کے علاوہ اور واقعات بھی ہوں اور اخبارات و رسائل میں بھی آئے یا نہ آئے ہوں لیکن فقیر کو یہی میسر آئے، عقلمند کیلئے ایک واقعہ بھی کافی ہے اور بے عقل اور ضدی کو دفتر بھی ناکافی ہے۔

بہر حال مشاہدات و واقعات ایسے ہیں کہ جنہیں ٹھکرایا نہیں جا سکتا اور انسان کی فطرت ہے کہ اس کے دلائل و براہین موثر بہت کم ثابت ہوتے ہیں لیکن مشاہدات و واقعات کا انکار تو کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ اس کے ساتھ جب قرآن و حدیث اور اقوالِ مشائخ و علماء ملت کی تصریحات (وضاحت) موید (مددگار) ہوں تو سبحان اللہ، فقیر آئندہ اوراق میں دلائلِ قرآن اور حدیث پیش کرتا ہے۔

باب دوئم: جہاد کی زندگی۔۔۔۔۔عزت و وقار کی زندگی (عقائد و مسائل)

واقعات و مشاہدات سے مندرجہ ذیل عقائد و مسائل کا اثبات ہوتا ہے۔

(1) اَہلِ مزارات زندہ ہیں انبیاء علیہم السلام حیاتِ حقیقی اور اولیاء بہ حیات برزخی۔

(2) مزارات میں اُنہیں تصرفات منجانب اللہ تعالیٰ اذن و عطاء حاصل ہے اور وہ قطعاً مزارات میں اَہلِ دنیا کی مدد کرتے رہتے ہیں اور اَہلِ دنیا سے باخبر ہیں۔

(3) اَہلِ مزارات کو وسیلہ اور اُن سے استمداد شرعاً جائز ہے۔

(4) اولیاء اللہ بیک وقت متعدد مقامات میں موجود ہو سکتے ہیں۔

تبصرہ اُویسی

مذکورہ عقائد و مسائل دورِ حاضرہ میں مختلف ہیں اَہلِ سنت کے نزدیک عین اسلام ہیں، منکرینِ کمالاتِ انبیاء و اولیاء کے نزدیک کفر و شرک ہیں۔ ان دونوں مسلکوں کے درمیان اختلاف کی وجہ سے موضوعاتِ مذکورہ بالا میں بے شمار کتب و رسائل شائع ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں، فقیر یہاں پر ان چند عقائد و مسائل پر مختصر دلائل عرض کرتا ہے۔

حیات انبیاء علیہ السلام

دیوبندی فرقہ کے عقائد کا مجموعہ المہند شائع کردہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند کے صفحہ نمبر 68 پر عربی عبارت ہے جس کا ترجمہ بھی ساتھ ہے، اس کتاب میں علمائے دیوبند کا اپنا لکھا ہوا ہے ہم مختصر یہاں صرف ترجمہ نقل کرتے ہیں:

> "آنحضرت ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں، باذن خداوندی کون (جہاں) میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں۔"[3]

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ نبی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے اذن اور اُس کی عطاء سے جہاں میں تصرف فرماتے ہیں۔ چونکہ ایسے واقعات و مشاہدات کا انکار زیادہ تر فرقہ دیوبندی کرتا ہے اس لئے فقیر نے اُن کے حوالے سے عرض کر دیا ہے۔

---

[3] (المهند على المفند، ص 68، کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

اُصولِ شرع

واقعی عقیدہ مذکورہ قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے، مثلاً خلافتِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قحط پڑا تو حضرت بلال بن الحارث رضی اللہ عنہ نے مزارِ نبی اکرم ﷺ پر حاضر ہو کر عرض کی، یارسول اللہ اپنی اُمت کیلئے بارش طلب فرمایئے وہ ہلاک ہو گئے، حضور اکرم ﷺ نے خواب میں تشریف لا کر فرمایا کہ بارش ہو گی۔(بیہقی، ابن شیبہ باسناد صحیح)[4]

فائدہ: اس روایت میں صحابیِ رسول ﷺ نے بارگاہِ رسول ﷺ میں مشکل پیش کی زندہ نبی سمجھ کر اور پھر خواب میں نبی پاک ﷺ نے وہ مشکل حل فرمادی اور اُس صحابی نے اصحاب کو بیان کیا تو اجماعِ صحابہ سے مسئلہ ثابت ہوا۔

قرآن مجید

حیات الانبیاء کیلئے اسلاف نے آیتِ ذیل سے استدلال کیا ہے:

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا بَلۡ اَحۡيَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَ o فَرِحِيۡنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ

(پارہ4، سورۃ آل عمران، آیت 169تا170)

ترجمہ: ''اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہر گز اُنہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔ شاد ہیں اُس پر جو اللہ نے اُنہیں اپنے فضل سے دیا۔''

فائدہ: مذکورہ آیات میں شہداء کی یہ شان بیان فرمائی کہ وہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں، رزق پاتے ہیں۔

قاعدہ: اسلام کا مسلّم قاعدہ ہے کہ وہ مرتبہ جو ادنٰی کو حاصل ہو وہ اعلٰی شان والے کو ضرور حاصل ہوتا ہے اس قاعدہ پر حیات شہداء کو حاصل ہے تو انبیاء علیہم السلام کو حیات بطریقِ اولٰی حاصل ہے۔

فائدہ: یہ بات تو ایک جاہل بھی جانتا ہے کہ شہداء کا درجہ بہر طور نبی سے کم ہے، شہدا حضور ﷺ کے خادم و غلام ہیں اور آپ ﷺ ہی کی شریعت پر چل کر شہادت کے مراتب پر پہنچے ہیں۔ اس لئے حضور اکرم ﷺ اُن سے کہیں زیادہ اعلٰی وارفع زندگی کی عظمتوں سے بہرہ ور ہیں۔

فَكَيۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيۡدٍ وَّجِئۡنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيۡدًا o (پارہ5، سورۃ النساء، آیت 41)

ترجمہ: ''تو کیسی ہو گی جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں''(کنزالایمان)

فائدہ: اگر آنحضرت ﷺ زندہ نہیں اور ہمارے حالات سے مطلع نہیں تو کیا گواہی دیں گے، چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، ''آنحضرت ﷺ اپنی اُمت کے حالات واعمال سے آگاہ ہیں اور اپنے مقربوں اور خاصیوں کیلئے مُمِد(مددگار) وفیض رساں اور حاضر ناظر ہیں۔''[5]

---

[4] (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الفضائل، ما ذكر في فضل عمر بن الخطاب رضي الله عنه، 31/18، الحديث34170، دار كنوز إشبيليا للنشر والتوزيع، الرياض–السعودية، الطبعة: الأولى، 1436 هـ 2015 م)

(دلائل النبوة للبيهقي، جماع أبواب من رأى في منامه شيئا من آثار نبوة محمد صلى الله عليه وسلم على عهده وما ظهر في ذلك الخ، باب ما جاء في رؤية النبي صلى الله عليه وسلم في المنام، 47/7، دار الكتب العلمية، دار الريان للتراث، الطبعة: الأولى 1408 هـ 1988 م)

(جامع البرکات)

شیخ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں: **وباشد رسول شما...... نفاق شمارا**[6]

"رسول اللہ ﷺ تم پر گواہ ہوں گے کیونکہ آپ ﷺ آپنے نورِ نبوت کی وجہ سے ہر دیندار کے درجے اور رتبے سے آگاہ ہیں کہ وہ دین کے کس درجے پر پہنچا ہے اور اُس کے ایمان کی کیا حقیقت ہے اور وہ کونسا حجاب ہے جس سے وہ ترقی میں رک گیا ہے۔"

پس (آپ ﷺ) تمام گناہوں کو بھی جانتے ہیں اور تمہارے ایمان کے درجوں، اخلاص و نفاق سے بھی واقف ہیں۔

(تفسیرِ عزیزی، جلد 1، صفحہ 236)

حدیث شریف

مشکوۃ شریف میں ہے کہ جب یزید کے حکم سے مدینہ منورہ میں تین دن تک قتل و غارت کا بازار گرم رہا اُس دوران مسجدِ نبوی میں نہ اذان ہوئی نہ اقامت تو حضرت سعید بن المسیب اُس دوران مسجدِ نبوی کے اندر رہے اور اُنہیں نماز کے وقت کا علم اُس آواز سے ہوتا تھا جو نبی اکرم ﷺ کی قبرِ انور سے سنائی دیتی تھی۔[7] (مشکوۃ شریف، صفحہ 538)

حدیث شریف اور غیروں کی گواھی

اِبن تیمیہ نے لکھا کہ شرک و بدعت میں یہ چیز داخل نہیں کہ کچھ لوگوں نے جناب رسول پاک ﷺ کی قبر مبارک سے سلام کا جواب سنا، یا سعید بن المسیب نے ایامِ حرہ[8] میں حضور اکرم ﷺ کی قبر سے تین دن اذان کی آواز سنی، یہ بھی روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کے پاس آیا اور قحط سالی کی شکایت کی اُس نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ فرمارہے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور کہو کہ نمازِ استسقاء (بارش کے لئے پڑھی جانے والی نماز) پڑھائیں یہ واقعات شرک و بدعت کے باب سے نہیں۔[9]

علمِ غیب

انبیاء و اولیاء اللہ کا مزارات میں جانا بھی حق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہیں علمِ غیب بھی ہے۔ چناچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیٰنًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّ ہُدًی وَّ رَحْمَۃً وَّ بُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ ۝ ۔ (پارہ 14، سورۃ النحل، آیت 89)

ترجمہ: اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

صاحبِ تفسیرِ عرائس البیان میں فرماتے ہیں یعنی ہم نے قرآن میں کسی ایک کا بھی مخلوق میں سے ذکر باقی نہ رکھا سب کچھ بیان کر دیا لیکن اس ذکر کو صاحبانِ باطن جن کو نورِ معرفت حاصل ہو وہی معلوم کر پاتے ہیں۔

فائدہ: مفسرین کے اسی قاعدہ پر ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کائنات کے ذرہ ذرہ کو جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

5) (جامع البرکات منتخب شرح المشکوٰۃ) قلمی نسخہ

6) (تفسیرِ عزیزی، البقرۃ:143، تحت تفسیر ویکون الرسول علیکم شھیدا)

7) (مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل والشمائل، باب الكرامات، الفصل الثاني، 1676/3، الحديث: 5951ـ(8)، المكتب الإسلامي–بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

8) وہ دن یزید نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا۔

9) (اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم لابن تيمية، فصل في النوع الثاني من الأمكنة، تفنيد ما ورد في استحباب الدعاء عند القبر، 254/2، دار عالم الكتب، بيروت، لبنان، الطبعة: السابعة ١٩ھ م)

اَلرَّحۡمٰنُ o عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ o خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ o عَلَّمَهُ الۡبَيَانَ o ۔(سورۃالرحمٰن، پارہ27،آیت 1تا4)

ترجمہ: رحمن نے آپ کو قرآن کی تعلیم دی،انسان کو پیدا کیااور اسے بیان سکھایاپس دوسروں کا علم حضور کے علم کے برابر ہرگز نہیں ہو سکتا۔

فائدہ: مفسرین نے لکھا کہ الانسان سے حضور اکرم ﷺ اور البیان سے ماکان ومایکون کا علم مراد ہے۔ چناچہ قرآن پاک میں بہت سے ایسے مضامین و آیات موجود ہیں جس کا علم سوائے خداعزوجل اور اُس کے رسول ﷺ کے کسی بڑے سے بڑے مقرب کو بھی نہیں یہ کہ خدا جس پر روشن فرمادے۔

قرآن پاک خود رسول اللہ ﷺ کے علمِ غیب کی تصدیق فرمارہاہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطۡلِعَكُمۡ عَلَى الۡغَيۡبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجۡتَبِىۡ مِنۡ رُّسُلِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ۔(سورۃ اٰلِ عمران، پارہ4، آیت 179)

ترجمہ: اور اللہ کی شان یہ نہیں اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چُن لیتاہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

ازالۂ وھم: جن آیات میں علمِ غیب ذاتی کی نفی ہے نہ کہ علمِ وہبی(عطائی) کی امام نووی اور امام اِبنِ حجر مکی رحمہم اللہ وغیرہ نے بھی یہی مراد لی ہے کہ ''علمِ غیب بے واسطہ''سوائے خدا کے کسی کو نہیں لیکن بالواسطہ علمِ غیب ثابت ہے اور اسی علمِ غیب کو اَہلِ سنت حضور ﷺ کیلئے مانتے ہیں۔

فائدہ: چونکہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین علمِ غیب کا حصول اظہر من الشمس ہے اس لئے کہ اس پر مزید گفتگو کی ضرورت نہیں ہاں ان کے تصرفات کے متعلق تفصیل کی ضرورت ہے سووہ حاضر ہے۔

تصرفاتِ انبیاء اور اولیاء علی نبینا علیھم السلام ورحمھم اللہ اجمعین

اس مسئلہ کو سمجھنے سے پہلے چند امور ذہن نشین فرمالیں۔

1: تصرفات دراصل معجزات وکرامات ہیں۔ نیچری(فرقہ) اور اُن سے قبل معتزلہ(فرقہ) کرامات کے منکر تھے،اب نہ معتزلہ رہے نہ انکار اگر کوئی انکار کرے تو یقین کرلیں کہ یہ اُس مذہب کا پیروکار ہے۔

2: یہ تصرفات جیسے حیات میں ہوتے تھے بعد وصال بھی جاری رہتے ہیں۔

3: ہمارا ان سے مدد مانگنا توسل واِستِعانَت ہے اور توسل واستعانت شرعاً جائز ہے۔

اِستِعانَت

انبیاء کرام اور اولیاء عظام سے مدد مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اُس کے پیاروں کا وسیلہ پیش کیا جاتاہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بندوں کی مرادیں پوری فرماتاہے۔

حوالہ:

☆ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے اس طرح مانگنا کہ انسان اس مخلوق پر بھروسہ کرے اور اُسے اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر نہ مانے تو یہ حرام ہے اور اگر توجہ محض اللہ تعالیٰ کی امداد کی طرف ہو اور اللہ تعالیٰ کے نظامِ اسباب اور حکومت کو دیکھتے ہوئے اس مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر جانے اور ظاہری طور پر اُس سے مدد مانگے تو اَہلِ معرفت سے دور نہیں ہے،اور یہ شریعت میں جائز ہے،مخلوق سے ایسی استعانت انبیاء اور اولیاء نے بھی کی ہے،درحقیقت یہ استعانت اللہ تعالیٰ ہی سے ہے نہ کہ اس کے غیر سے۔''(تفسیرِ عزیزی،پارہ 1)

☆ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس بزرگ کی زندگی میں اُس سے مدد طلب کی جاتی ہے وفات کے بعد بھی اُس سے مدد طلب کی جائے گی،اُنہوں نے چار مشائخ کو اپنی قبروں میں اسی طرح تصرف کرتے ہوئے دیکھا جس طرح وہ

اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے یا اُس سے بھی زیادہ ایک حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃاللہ علیہ اور دوسرے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ان کے علاوہ دو اور بزرگوں کا ذکر کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف یہی چار بزرگ اپنے مزارات میں تصرف کرتے ہیں بلکہ جو کچھ اُنہوں نے دیکھا وہی بیان کر دیا۔

فائدہ: بکثرت آیات واحادیث سے ثابت ہے کہ روح باقی و زندہ ہے اُسے زائرین اور اُن کے احوال کا علم اور شعور ہوتا ہے، کاملین کی روحوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب اسی طرح ثابت ہے جس طرح زندگی میں تھا بلکہ اُس سے بھی زیادہ اولیاء کرام کیلئے کرامات و کائنات میں تصرف حاصل ہے، تاہم یہ اُن کی روحوں کیلئے ثابت ہے اور اُن کی روحیں باقی ہیں، حقیقی تصرف کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور سب کچھ اُسی کی قدرت سے ہے اولیاء کرام زندگی میں اور وفات کے بعد بھی اُس کے جلال میں فنا ہوتے ہیں۔(اشعۃ اللمعات، صفحہ 71)

مخالفین کی گواہی

مذکورہ بالا نظریہ مخالفین بھی مانتے ہیں سید احمد بریلوی کے بھتیجے کا بیان ہے وہ لکھتے ہیں، ''آدھی رات کے وقت ہم مقامِ سرف پہنچے جہاں اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا مزار شریف ہے، عجیب اتفاق ہے کہ اُس دن میں نے کچھ نہیں کھایا تھا بھوک کی شدت کی وجہ سے میری طاقت جواب دے چکی تھی، روٹی حاصل کرنے کی بہت کوشش کی، مگر کہیں سے نہ ملی، مجبوراً زیارت کیلئے حجرہ مقدسہ میں گیا، میں نے مزار شریف پر جا کر فقیرانہ ندا کی کہ ''اے والدہ محترمہ! میں آپ کا مہمان ہوں، کھانے کیلئے کچھ عنایت فرمائیں اور اپنے الطافِ کریمانہ سے مجھے محروم نہ فرمائیں۔''

اُس کے بعد میں نے سلام کیا، سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص پڑھ کر اُن کی روح پر فتوح کو ایصالِ ثواب کیا، میں نے بیٹھ کر سر آپ کی قبر مبارکہ پر رکھا ہوا تھا کہ رازقِ مطلق اور دانائے برحق کی طرف سے تازہ انگور کے گچھے میرے ہاتھوں میں آ گئے، عجیب ترین بات یہ تھی کہ سردیوں کا موسم تھا اور کہیں بھی تازہ انگور میسر نہ تھے میں حیران رہ گیا ایک گچھا تو میں نے وہی کھا لیا حجرے سے باہر آ کر ایک ایک دانہ ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اور میں نے یہ اشعار کہے۔

یافت مریم گر بہنگام شتا — میوہ ہائے جنت از فضل خدا
ایں کرامت در حیاتش بود وبس — بعد فوتش نقل ننمود داست کس
بعد موت زوج ختم المرسلین — رفتہ چندین قرنہا ای دوربین
بنگر ازدے این کرامت یا فتم — مایہ صد گونہ نعمت یا فتم

یعنی اگرچہ صفتِ مریم کو سردی کے موسم میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنتی میوے تھے۔تاہم یہ کرامت صرف اُن کی زندگی میں تھی،اُن کی وفات کے بعد کسی نے یہ کرامت نقل نہیں کی۔اے دور تک دیکھنے والے، حضور ختم المرسلین ﷺ کی زوجہ محترمہ کی وفات کو کئی صدیاں گزر گئیں ہیں۔دیکھا کہ میں نے اُن کی یہ کرامت پائی اور سو قسم کی نعمت کا سرمایہ حاصل کیا۔[10](مخزنِ احمدی، صفحہ 99)

آخری فیصلہ

اُصولی طور پر قرآن واحادیث کے مطابق تصرفات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمۃاللہ علیہم شرعاً ثابت ہیں تو ستمبر 1965ء میں اُن کا پاکستان کی مدد کرنا بعید از عقل و قیاس نہیں ہاں مومنوں کیلئے لیکن منافق نہیں مانتے۔غور فرمائیں کہ ایک بندہ مومن کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو اب اُس کی دیت پچاس اُونٹ ہے جبکہ دس درہم چوری کرنے پر چور کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔فرق یہی ہے کہ وہ فرمانبردار بندہ ہے اُس کے ہاتھ کی قیمت پچاس اُونٹ ہیں اور چور اللہ پاک کا نافرمان ہے اُس کے ہاتھ کی قیمت صرف دس درہم ہے جب اللہ پاک کی بارگاہ میں عام بندہ مومن کی یہ قدر و قیمت ہے تو اُس کی بارگاہ میں اولیاء اللہ کی قدر و قیمت کیا

---

[10] (مخزن احمدی از کاشف رموز حنفی، ص99، مکتبہ حبیبیہ، مین بازار داتا دربار لاہور)

ہو گی جو اپنی تمام زندگی اور تمام خواہشات رضائے الٰہی کے حاصل کرنے کیلئے قربان کر دیتے ہیں حدیث پاک میں ہے بے شک اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اللہ پاک کی بارگاہ میں قسم دے کر عرض کریں تو وہ اُن کی قسم پوری کرتا ہے۔[11](مشکوۃ شریف، صفحہ 300)

فیصلہ حق

جب محبوبانِ خدا کی یہ شان ہے تو اولیاءاللہ تصرفات میں ماذون و مختار ہوتے ہیں نہ صرف دنیوی زندگی میں بلکہ عالمِ برزخ میں بھی متصرف ہوتے ہیں۔ چناچہ مشہور مفسر وفقیہ حضرت مولانا قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمۃاللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ ''اولیاءاللہ نے فرمایا ہے ہماری ارواح اجسام کا کام کرتی ہیں اور اجسام غایتِ لطافت کے باعث ارواح کے رنگ میں ظہور فرماتے ہیں پس اُن کی ارواح زمین و آسمان و بہشت جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں، دنیا و آخرت میں دوستوں اور معتقدوں کی مدد فرماتے ہیں اور اُن کے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔(تفسیر مظہری، جلد 1، صفحہ نمبر 52 نیز تذکرہ الموتی والقبور، صفحہ 31)

نہ صرف آج

وہ مشاہدات و واقعات جو چھ ستمبر میں سامنے آئے یہ کوئی افسانے نہیں بلکہ اسلاف صالحین کے زمانوں میں بھی واقع ہوئے اُنہوں نے بھی اپنی تصانیف میں ایسے واقعات ومشاہدات درج فرمائے اور اُنہیں قرآن و حدیث سے ثابت فرمایا، چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

☆ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃاللہ علیہ أنباء الأذكياء بحياة الأنبياء میں ارقام فرماتے ہیں:

النظر فی أعمال أمته والاستغفار لمسیءم والدعاء بكشف البلاء عنهم والتردد فی أقطار الأرض بحلول البركة فيها أو حضور جنازة صالحی أمته كما وردت بذلک الأحاديث والأخبار[12](الفتاوی الفقہیۃ الکبری)

ترجمہ: یعنی یہ بات احادیث اور آثار سے ثابت ہے کہ آپ نظر فرماتے ہیں، بخشش مانگتے ہیں اور دفع بلاء کیلئے دعا فرماتے اور حدودِ زمیں میں پھرتے، جب اُمت کا کوئی نیک آدمی مر جاتا ہے تو اس کے جنازے پر تشریف لاتے ہیں اسی طرح احادیثِ آثار میں وارد ہے۔

☆ علامہ محمد اسماعیل رحمۃاللہ علیہ تفسیر روحِ البیان میں سورۃ ملک کے آخر میں ارقام فرماتے ہیں: قال الامام الغزالي رحمه الله تعالى والرسول عليه السلام له الخيار فی طواف العوالم مع أرواح الصحابة رضی الله عنهم لقد رآه كثير من الأولياء[13](تفسیر روح البیان)

ترجمہ: یعنی امام غزالی رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ تمام عالمِ زمین و آسمانوں میں مع ارواحِ صحابہ اور اولیاء کرام کے سیر کرتے پھرتے ہیں آیت سے اولیاءاللہ نے حضور علیہ السلام کو حالتِ بیداری میں دیکھا ہے۔

☆ علامہ شاہ ولی اللہ صاحب محدثِ دہلوی رحمۃاللہ علیہ اپنی مشہور کتاب در ثمین میں ارقام فرماتے ہیں کہ خبر دی مجھ کو میرے والد سردار نے اور اُنہوں نے کہا کہ مجھ کو میرے پیر سید عبداللہ قاری نے خبر دی کہ سید عبداللہ نے کہا کہ میں نے قرآن مجید ایک قاری زاہد سے (جو جنگل میں رہتے تھے) حفظ کیا، ایک بار ہم قرآن مجید پڑھ رہے تھے، اتنے میں عرب کے آدمی آئے اور اُن کا سردار آگے تھا، اُس نے قاری کا پڑھنا سن کر کہا کہ اللہ تعالیٰ برکت کرے تُو نے قرآن کا حق ادا کیا، پھر وہ چلے گئے اور ایک آدمی اُنہیں عرب والوں کی وضع کا آیا کہنے لگا کہ کل رات رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی کہ فلاں جنگل میں ہیں اور وہاں کے قاری کا

---

[11] (مشكاة المصابيح، كتاب الرقاق، باب فضل الفقراء وما كان من عيش النبي صلى الله عليه وسلم ، الفصل الأول، 1442/3، الحديث: 5231، المكتب الإسلامي–بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

[12] (الفتاوى الكبرى الفقهية على مذهب الإمام الشافعي، كتاب الحج، 144/2، دار الكتب العلمية، 2018م)

[13] (روح البيان، الملك: 29إلي 30، 99/10، دار الفكر بيروت)

قرآن سننے جائیں گے، جب اُس آدمی نے یہ بات سنائی تو ہم نے جان لیا کہ وہ سردار جو آئے تھے وہ محمد رسول اللہ ﷺ تھے اور میں نے اپنی آنکھوں سے آپ ﷺ کو دیکھا۔

☆ شاہ صاحب رحمۃاللہ علیہ فیوض الحرمین میں ارقام فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے سامنے اکثر کاموں میں دیکھا یعنی آپ کی اصلی صورت میرے سامنے بار بار ظاہر ہوئی تو میں نے جان لیا کہ آپ ﷺ کی روح مبارکہ کو طاقت ہے کہ بشکلِ جسم مبارک کے بن جاتی ہے اور یہ وہی بات ہے کہ جس کی طرف حضور علیہ السلام نے اشارہ کیا ہے کہ پیغمبر نہیں مرتے ہیں بیشک وہ قبروں میں نماز پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں اور بیشک وہ زندہ ہیں۔[14]

☆ مکتوباتِ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃاللہ علیہ کے مکتوب ہشتاربست، جلد اول میں مرقوم ہے:

"امروز درحلقه بامدادے بینم که حضرت الیاس و حضرت خضر علی نبینا وعلیهم السلام بصورت روحانیاں حاضر شد ند وبه تلقی روحانی حضرت خضر فرمونده که ما از عالم ارواحیم حضرت سبحانه و تعالیٰ ارواح مارا قدرت کامله عطا فرموده ہست که بصورت اجسام متمثل شده کارہائے که از اجسام بوقوع مے آید از ارواح ماصدر روے یا بد"[15]

ترجمہ: آج حلقہ میں صبح کے وقت میں دیکھتا ہوں کہ حضرت الیاس اور حضرت خضر علیہ السلام صورت روحانیاں میں حاضر ہوئے اور روحانی القاسے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم عالمِ ارواح سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہماری ارواح کو قدرتِ کاملہ عطا فرمائی ہے کہ اجسام کی صورت میں متمثل ہو کر دنیا کے کام جو وقوع میں آتے ہیں اُنہیں پورا کریں۔

☆ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃاللہ علیہ مدراج النبوت، جلد اوّل میں ارقام فرماتے ہیں کہ بہجۃ الاسرار میں جو تصنیف ابوالحسن علی بن یوسف شافعی کی ہے کہ درمیان اس کے اور غوث الاعظم کے دو واسطے ہیں۔ شیخ ابوالعباس احمد بن شیخ عبداللہ ازہری حسینی سے لاتے ہیں کہ کہا شیخ ابوالعباس نے کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃاللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا وہاں اس وقت دس ہزار آدمی بیٹھے ہوئے تھے اور ان میں علی بن ہیتمی بھی بیٹھا ہوا تھا کہ اس کو نیند کا غلبہ ہوا۔ لوگوں کو کہا کہ خاموش رہو، چناچہ سب لوگ خاموش ہو گئے حتی کہ اُن کی صرف سانس ہی سنائی دیتی تھی، پس شیخ ممدوح کرسی سے نیچے اُتر کر شیخ علی بن ہیتمی کے دونوں ہاتھوں کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے اور غور سے اُنکی طرف نظر کرنے لگے اُس کے بعد شیخ علی صاحب جاگ اُٹھے تو شیخ ممدوح نے اُن سے پوچھا کہ کیا تونے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے؟ کہا کہ ہاں دیکھا ہے، ارشاد فرمایا کہ اسی لئے میں نے ادب کیا۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے کس چیز کی وصیت کی، کہا کہ آپ کی ملازمت پر، پھر شیخ علی رحمۃاللہ علیہ نے لوگوں سے کہا میں نے جو کچھ خواب میں دیکھا ہے حضرت ممدوح نے اُسے عین بیداری میں دیکھا ہے۔

☆ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃاللہ علیہ أنباء الأذكياء بحياة الأنبياء میں ارقام فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ زندہ ہیں، آپ اُمت کی عبادت سے خوش ہوتے ہیں اور نافرمانیوں سے غمگیں، انبیاء کا مرجانا صرف اتنا ہے کہ ہماری نظر سے چھپ گئے ورنہ حقیقتاً وہ زندہ ہیں اور فرشتوں کی طرح موجود ہیں یعنی جس

---

[14] (فیوض الحرمین مع اردو ترجمہ سعادت کونین، ص35، شاہ ولی اللہ اکیڈمی، صدر حیدر آباد، طبع اول، 2007ء)

[15] (مکتوبات امام ربانی، 365، منشی نول کشور، 1920ء)

طرح فرشتے موجود ہوتے ہیں اور نظر نہیں آتے اسی طرح انبیاء کا حال ہے کہ وہ موجود ہوتے ہیں اور نظر نہیں آتے ہاں اہل اللہ کو نظر آتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے دکھلا دیتا ہے۔[16]

☆ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ **جذب القلوب** میں ارقام فرماتے ہیں:

آورده اندکه شیخ علاؤالدین قونوی میگوید که بعید نیست که گفته شود که ارواح مقدسه انبیاء بعد از مفارقت بمنزله ملائکه است بلکه افضل ایشان بمچنا ملائکه متمثل می شوند مصور مختلفه کذالک جائز باشد که ارواح مقدسه انبیاء نیز متمثل گردندد ممکن است که ایں تصرف گردد۔[17]

ترجمہ: وہ بیان کرتے ہیں کہ شیخ علاؤالدین قونوی فرماتے ہیں کہ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ یہ کہا جائے کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح مقدسہ مُفارَقت (جسم سے جدائی) کے بعد فرشتوں جیسی ہیں بلکہ ان سے افضل ہیں جس طرح فرشتے مختلف صورتوں میں صورت پذیر ہوتے ہیں اسی طرح انبیاء کی پاک روحیں بھی ہوتی ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ خاص خاص بندوں کو زندگی کی حالت میں بھی یہ امر نصیب ہو اور ایک روح بغیر مقررہ بدن کے کئی اجسام میں متصرف ہو۔

☆ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے **المنجلی فی تطور الولی** میں ارقام کیا ہے کہ ایک مسئلہ میرے پاس پیش ہوا کہ ایک مجلس میں کسی نے کہا ''آج رات شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ میرے ہاں تشریف لائے تھے اور رات بھر رہے، دوسرے نے کہا کیا کہتے ہو وہ تو رات بھر میرے ہاں تھے اُسنے کہا کہ غلط کہتے ہو غرضیکہ دونوں سے گفتگو بڑھی اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ دونوں نے قسم کھائی کہ اگر وہ بزرگ آج رات میرے یہاں نہ تھے تو میری بیوی پر طلاق اور فیصلہ اس پر ٹھہرا کہ خود ہی اُنہیں سے دریافت کیا جائے کہ آپ کہاں تھے، چنانچہ آپ کی خدمتِ اقدس میں جاکر دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر چار افراد بھی یہ دعوے کریں کہ میں اُن کے پاس فرداً فرداً موجود تھا تو وہ صحیح ہیں، علماء کرام میں اس بات پر بحث ہوئی کہ بھلا طلاق کسی کی بیوی پر پڑی، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ممدوح کی تقریر کے مطابق یہ فیصلہ دیا کہ کسی پر طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ علماء محققین کے نزدیک ایک شخص وقتِ واحد میں کئی مقامات پر کرامت سے موجود ہو سکتا ہے۔[18]

☆ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے **طبقاتِ کبری** میں ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ کے حال میں لکھا ہے کہ وہ صاحبِ کرامات تھے اُن کے شاگرد عبد الغفار رحمۃ اللہ علیہ **کتاب الوحید في العلم التوحید** میں لکھتے ہیں کہ جمعہ کی روز ہم شیخ ممدوح کی خدمت میں حدیث پڑھ رہے تھے اور اُن کی باتوں میں ہمیں بڑی لذت آرہی تھی کہ اتنے میں ایک لڑکے نے آکر وضو کرنا شروع کیا، شیخ ممدوح نے اُس سے مخاطب ہو کر کہا کہ بیٹا کہاں جاؤ گے اُس نے کہا کہ آپ کے ساتھ مسجد کو آپ نے فرمایا بخدا میں نے تو نماز پڑھ لی ہے، چنانچہ جب وہ لڑکا مسجد کی طرف گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ لوگ نماز پڑھ کر مسجد سے نکل رہے ہیں عبد الغفار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے بھی لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شیخ ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں ہی ہیں

---

[16] (الحاوي للفتاوي للسيوطي، تزيين الآرائك في إرسال النبي صلى الله عليه وسلم إلى الملائك، أنباء الأذكياء بحياة الأنبياء، 180/2، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424ھ 2004م)

[17] (جذب القلوب إلى ديار المحبوب(اُردو)، چودھواں باب: بیان فضائل زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، فصل تحقیق میں حیات بعد ممات کے، ص213، منشی نول کشور، لکھنو)

[18] (الحاوي للفتاوي للسيوطي، باب الطلاق، المنجلي في تطور الولي، 254/1، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424ھ 2004م)

اور لوگ اُن سے علیک سلیک کر رہے ہیں یہ سن کر میں نے شیخ ممدوح کے پاس آکر حال دریافت کیا اُنہوں نے فرمایا مجھے قوتِ تَبَدُّلِ صورت (یعنی صورت تبدیل کرنے کی طاقت) دی گئی ہے۔ [19]

☆ صفی الدین ابی المنصور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ مفرج رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب واقع یہاں گزرا کہ ایک شخص نے حج سے آکر اپنے احباب میں ذکر کیا کہ شیخ مفرج رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے عرفات میں دیکھا ہے، دوسرے نے کہا کہ وہ تو دماتین سے کہیں نہیں گئے دونوں میں گفتگو یہاں تک بڑھی کہ ایک نے قسم کھائی اور کہا کہ اگر میں جھوٹ کہہ رہا ہوں تو میری عورت پر طلاق، پس دونوں نے شیخ ممدوح کے پاس جا کر کہا کہ ہم دونوں نے اس معاملے میں طلاق کی قسم کھائی ہے۔ آپ نے فرمایا کسی کی عورت پر طلاق نہیں پڑی میں نے پوچھا کہ جب ایک شخص سچا ہے تو دوسرے کی عورت پر ضرور طلاق پڑنی چاہئے اُس وقت مجلس میں سب علماء حاضر تھے۔ شیخ نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں تم لوگ بحث کرو چنانچہ ایک نے اپنی رائے بیان کی مگر تسلی و تشفی (تسلی و تسکین) نہ ہوئی آکر مجھ سے فرمایا گیا کہ آپ ہی اس کو وضاحت سے بیان کر دیں پس میں نے کہا کہ جب کسی کی ولایت محقق ہو جاتی ہے تو ہر صورت کیساتھ متشکل ہو سکتا ہے اور اپنی روحانیت کی وجہ سے متعدد جہات (سمتوں) میں وقتِ واحد میں جاسکتا ہے اور یہ سب کام اُس کے ارادہ سے ظاہر ہوتے ہیں اسی وجہ سے جو صورت عرفات میں دیکھی گئی وہ حق تھی اور جو صورت دماتین میں دیکھی گئی وہ بھی حق تھی، شیخ نے فرمایا کہ بے شک یہ بات صحیح ہے اَہلِ حال ہی اس امر کو سمجھتے اور مشاہدہ کرتے ہیں۔ [20]

مولانا رُوم رحمۃ للہ علیہ فرماتے ہیں:

گر ہوائے ایں سفر داری دلا	دامن رہبر بگیرو پس بیا
درارادت باش صادق اے فرید	تابیانی گنج عرفاں را کلید

☆ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روض الریاحین میں ارقام کیا ہے کہ ایک شخص حج سے فارغ ہو کر گھر آیا تو باتوں باتوں میں اپنے بھائی سے کہا کہ اس سال سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمارے ساتھ حج میں شریک تھے، چنانچہ عرفات کے میدان میں میں نے اُنہیں بچشمِ خود دیکھا تھا اُس نے کہا کہ وہ تو یوم الترویہ یعنی ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ اپنی رباط (حجرے) میں تشریف فرما تھے جو تسر کے دروازے پر ہے، پھر اُس نے کہا کہ وہ کس طرح یہاں ہوں گے جب کہ میں نے اُن کو عرفات میں خود دیکھا ہے اور مجھے پورا یقین ہے، ہاں اگر میری بات خلافِ واقعہ ہے یا جھوٹ کہتا ہوں تو میری عورت پر طلاق۔ پس دونوں نے شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر اصل بیان کیا، شیخ نے تصدیق کر کے کہا کہ ان اُمور کے دریافت کرنے کی چنداں (زیادہ) ضرورت نہیں ہے اور اس دوسرے شخص قسم کھانے والے سے فرمایا تمہاری عورت پر طلاق نہیں ہوئی یہ راز و نیاز کی باتیں ہیں لہٰذا کسی سے یہ حال بیان نہ کرنا۔ [21]

☆ شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ایک شخص حج کو گیا جب واپس آیا تو شیخ کا حال دریافت کیا لوگوں نے کہا کہ خیریت سے ہیں پھر کہا وہ تو اسی سال حج میں شریک تھے چنانچہ میں نے شیخ کو مطاف، سعی اور عرفات وغیرہ کے مقامات میں دیکھا، لوگوں نے کہا کہ وہ یہاں سے کہیں نہیں گئے

---

[19]) (الحاوي للفتاوي للسيوطي، باب الطلاق، المنجلي في تطور الولي، 256/1، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424 ھ 2004 م)

[20]) (الحاوي للفتاوي للسيوطي، باب الطلاق، المنجلي في تطور الولي، 256/1، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424 ھ 2004 م)

[21]) (الحاوي للفتاوي للسيوطي، باب الطلاق، المنجلي في تطور الولي، 257/1، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424 ھ 2004 م)

وہ شخص شیخ کی ملاقات کو چلا گیا شیخ نے اثنائے کلام میں پوچھا کہ سفر میں کن کن بزرگوں کو تم نے دیکھا، اُس نے کہا حضرت میں نے آپ کو بھی دیکھا ہے، شیخ نے تبسم فرمایا۔ [22]

خلاصہ

ایسے بے شمار واقعات کتبِ معتبرہ میں پائے جاتے ہیں جن سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ اولیاءاللہ کے سامنے حضور اکرم ﷺ ہر وقت موجود اور حاضر رہتے ہیں گویا ان کی آنکھوں سے ایک لمحہ بھی اوجھل نہیں ہوتے ہاں بعض بزرگوں کو وقتاً فوقتاً نظر آتے ہیں، اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ جس قدر کسی شخص کو حضور اکرم ﷺ کے ساتھ قرب ہوگا اتنی ہی اس کو آپ کی حضوری ہوگی اسی واسطے حضور اکرم ﷺ کروڑ ہا مقامات پر اپنے جسمِ امثال کے ساتھ اپنے مقربین، کاملین اور محبین کو وقتِ واحد میں نظر آجاتے ہیں گو بظاہر یہ محاذِ عقل (عقل کے خلاف) ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی محال نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ خوبی اور شرف آپ ﷺ کو عطا فرمایا ہوا ہے جیسا کہ صحیح روایات اور واقعات سے ثابت ہوتا ہے علاوہ ازیں آپ کی اتباع میں آپ کے بعض نام لیواؤں کو بھی یہ شرف حاصل ہے چنانچہ بعض اولیاءاللہ بھی وقتِ واحد میں متعدد مقامات پر موجود اور حاضر دیکھے گئے جو صاحبِ حال پر پوشیدہ اور مخفی نہیں ہے ہاں جو شخص کسی اہل اللہ سے تعلق نہیں رکھتا وہ البتہ اس رمز واسرار کو کماحقہ نہیں سمجھ سکتا کیونکہ اس میں اوّل تو مشاہدہ کی ضرورت ہے دوسرے بعید از عقل باتوں کو بلا حیل و حجت ماننے اور یقین کرنے کی، اور یہ بات بغیر کسی کامل بزرگ کی توجہ اور صحبت کے حاصل نہیں ہو سکتی جس سے منکرین بالکل ناآشنا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس نعمت سے محروم ہیں۔

الحمدللہ چھ ستمبر 1965ء کی جنگ کے واقعات و مشاہدات نے ثابت کر دیا کہ حق مذہب اہلِ سنت ہے اور اللہ تعالیٰ کا طریقہ کریمہ ہے کہ ہر دور میں اس طرح کے کرشمے دکھاتا ہے وہ خود فرماتا ہے۔

قرآن مجید کی نویدِ سعید اور تائید و توثیق مزید

مذکورہ بالا کرشمات یعنی مشاہدات و واقعات چھ ستمبر 1965ء کی طرح کئی کرشمے دکھاتا ہے خود قرآن مجید میں فرماتا ہے: سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (پارہ 25، سورۃ حم السجدۃ، آیت 53)

ترجمہ: ابھی ہم انہیں دکھائیں گے اپنی آیتیں دنیا بھر میں اور خود ان کے آپے میں یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ بیشک وہ حق ہے۔ کیا تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں (کنزالایمان)

فائدہ: مفسرین نے آفاق سے زمین و آسمان مراد لئے ہیں اس کے بعد طبع آزمائی کرتے ہوئے درجنوں تفسیریں تحریر فرمائیں منجملہ قادر قدیر کی قدرت سے ہندوؤں نے کیسے بری طرح شکست کھائی جس پر ماہ ستمبر، نومبر 1965ء کے اخبارات و رسائلِ پاکستان گواہ ہیں۔

جنگِ ستمبر کا پسِ منظر

[22] (الحاوي للفتاوي للسيوطي، باب الطلاق، المنجلي في تطور الولي، 258/1، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت لبنان، عام النشر: 1424 هـ 2004م)

اخبارات میں اس جنگ کے بارے میں اجمالی طور پر یوں لکھا ہے کہ بھارت نے بین الاقوامی و اخلاقی ضوابط کو بالائے طاق رکھ کر نہایت ڈھٹائی و پوری قوت کے ساتھ اچانک دیوانہ وار جو بھرپور حملہ کیا اور بالخصوص لاہور کو جس طرح نشانہ بنایا اُس کی حقیقت دنیا پر واضح ہو گئی ہے اور پاک حالیہ رپوٹ سے اُس کی مزید تصدیق ہو چکی ہے چنانچہ ایک سرکاری ترجمان کے بیان کے مطابق مغربی پاکستان کے محاذ سے پسپا ہوتے ہوئے بھارتی فوج جو کاغذات چھوڑ گئی ہے اُن سے بھارت کے ناپاک منصوبہ کی تفصیلات معلوم ہوئی ہیں منصوبے کے مطابق بھارت کو یہ خوش فہمی تھی کہ وہ صرف 12 گھنٹے کے اندر لاہور اور 42 گھنٹے میں مغربی پاکستان پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اور ادھر سے نپٹنے کے بعد مشرقی پاکستان کے ارد گرد اپنی فوجوں کو جنگی پوزیشنوں (Positions) پر متعین کر رکھا تھا ان میں خاص طور پر تربیت یافتہ وہ پہاڑی ڈویژن بھی شامل تھے جو چین سے لڑنے کیلئے ریزرو (Reserve) رکھے گئے تھے، اُنہیں مشرقی پاکستان پر حملہ کرنے کی غرض سے تیار رہنے کی ہدایت کر دی گئی تھی۔ (کوہستان، 21 اکتوبر 1965)

ایک طرف بھارت کا یہ خوفناک پروگرام اور سوچا سمجھا منصوبہ تھا اور دوسری طرف رحمتِ عالم نورِ مجسم ﷺ اور آپ کی اُمت کے اکابر و اولیاء کی نظر اس ناپاک منصوبہ اور اسلام کے نام لیواؤں پر لگی ہوئی تھی چنانچہ مدینہ منورہ سے نور محمد بٹ کراچی کے نام مولوی محمد انعام صاحب کا جو مکتوب موصول ہوا اس میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ ”یہاں جس روز لاہور پر حملہ ہوا اُسی شب میں ایک دو حضرات نے خواب میں دیکھا کہ حرم شریف میں مجمع کثیر ہے اور روضۂ اقدس سے جناب محمد مصطفےٰ ﷺ بہت عجلت میں تشریف فرما ہوئے اور ایک بہت خوبصورت تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر باب السلام تشریف لے گئے، بعض حضرات نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اس قدر جلدی میں کہاں تشریف لے جا رہے ہیں، فرمایا پاکستان میں جہاد کیلئے اور ایک دم برق کی مانند بلکہ اُس سے بھی کہیں تیز روانہ ہو گئے، پیچھے پیچھے مواجہ شریف سے ہی پانچ افراد اُس راستہ سے ایک موٹر میں سوار ہو کر ہوائی جہاز کی طرح پرواز کر گئے اور بھی بہت سے خواب اس اثناء میں اللہ کے نیک بندوں نے دیکھے ہیں دُعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ثابت قدم رکھے اور فضلِ جناب حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ فتح اور عزت عطا فرمائے۔ آمین (روزنامہ امروز لاہور، 10 اکتوبر 1965)

فصلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین. ط

هذا ما آخر رفقه القلم

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۱۵ ربیع الاوّل شریف ۱۴۲۰ھ

بہاول پور پنجاب پاکستان